مشکل الآثار اور مشکل الحدیث کے منہج و اسلوب کا تقابلی مطالعہ

ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد☆ نصیر احمد☆☆

Abstract:

"Hadith or Sunnah is the second source of Shariah. Muslim scholarship done great job in preservation, compilation and transformation of Hadith and sciences of Hadith. Science of Mukhtalif-ul-Hadith is one of the important branch of Hadith Sciences. Imam Tahawi (321 A.H) & Ibn-e-Foark have contributed tremendously to the genre of Mukhtalif ul Hadith and Muskhil-ul-Hadith.Both these personages have evolved various rules related to it and have complied their books "Mushkilul Asar" and "Mushkil ul Hadith" respectively. This article throws light on the characteristics and differences of the both books."

Key words: Ilm-ul-Hadith, Researches, Methodologies, Ibn-e-Foark, Imam Tahawi.

خالق کائنات نے انبیاء اور مرسلین کو صحائف اور کتب ہدایت عطا فرمائیں، وہ کتب محدود زمانوں اور اماکن کے لیے ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتی رہی اور ایک مدت کے بعد طاق نسیاں کی زینت بن گئیں، مگر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے نبی کریم ﷺ کا خاص معجزہ قرآن پاک بھی تحریف اور زمانے کی دستبرد سے محفوظ رہا اور قرآن کی شارح حدیثِ رسول ﷺ کو بھی محفوظیت عطا فرما دی، ہر دور میں ایسے علماء پیدا ہوئے۔ جنہوں نے حدیث کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا ہے، مشکل الآثار اور مشکل الحدیث بھی اسی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں۔

حدیثِ رسول ﷺ وحیِ الٰہی، قرآن مجید کی تفسیر و تشریح اور دینِ اسلام کا اصل ثانی ہے۔ قرآن نظری احکام کے مجموعے کا نام ہے اور حدیث اس کا عملی نمونہ ہے۔ جس طرح نظریہ عمل کے بغیر محض ایک خیال رہ جاتا ہے ایسے ہی قرآن، حدیث کے بغیر محض احکامات اور تحریرات کا مجموعہ رہ جاتا ہے جو کہ منشائے خداوندی کے خلاف ہے۔ قرآن و سنت دونوں ہی وحی الٰہی اور منبع رشد و ہدایت ہیں ایک وحی متلو ہے تو دوسری وحی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، منہاج یونیورسٹی لاہور

☆☆ لیکچرار، شعبۂ اسلامیات، ایم اے او کالج لاہور

غیر متلو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی''(۱)

(اور وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے وہ جو بھی کہتے ہیں وہ ان پر اتارا جاتا ہے۔)

چونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول خدا کا قول ہے اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهِ''(۲)

(جس نے رسول اللہ ﷺ کا حکم مانا اس نے گویا اللہ کا حکم مانا۔)

علامہ جعفر الکتانی (۱۳۴۵ھ) الرسالۃ المستطرفہ میں فرماتے ہیں:

دین النبی ﷺ وشرعه أخباره — وأجل علم یقتضی آثاره

من کان مشتغلا بها وینشرها — بین البریة لاعفت آثاره (۳)

(نبی ﷺ کا دین اور شریعت آپ ﷺ کی احادیث ہیں یہ وہ عظیم علم ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے جو شخص بھی اس کی نشر و اشاعت میں مشغول ہوا، اس کے نشانات مخلوق میں باقی رہنے والے ہیں۔)

قرآن و سنت دونوں کو ہی شریعت اِسلامیہ کا اوّلین مأخذ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی قرآن و سنت کے باہمی تعلّق کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتی رہتی ہے آیات کا شانِ نزول اور ان کی تفسیر احکام القرآن کی تشریح و تعیین، اجمال کی تفصیل، علوم کی تخصیص، مبہم کی تعیین یہ سب علم حدیث کے ذریعے معلوم ہوتی ہے۔''(۴)

حافظ ابنِ حزم حفاظت حدیث کے لیے مسلمانوں کی مساعی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اقوامِ عالم میں اسلام سے پہلے کسی کو یہ توفیق میسر نہیں آئی کہ اپنے پیغمبر کی باتیں صحیح ثبوت کے ساتھ محفوظ کر سکے۔ یہ شرف صرف ملتِ اِسلامیہ کو حاصل ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کے ایک ایک کلمہ کو صحت و اتصال کے ساتھ جمع کیا۔ آج روئے زمین پر کوئی ایسا مذہب نہیں جو اپنے پیشوا کے ایک کلمہ کی سند بھی صحیح طریق پر پیش کر سکے۔ اس کے برعکس اسلام نے اپنے رسول ﷺ کی سیرت کے ایک ایک گوشہ کو پوری صحت و اتصال کے ساتھ محفوظ کیا ہے۔''(۵)

شمع رسالت کے پروانوں نے حضور اکرم ﷺ کی نجی زندگی سے لے کر بین الاقوامی سیاسی معاملات کو ضبط کر دیا۔ اور احادیث نبویہ کا ایک ضخیم اور قابلِ قدر ذخیرہ بڑی بڑی کتب کی شکل میں محفوظ ہو گیا کتب احادیث کے مؤلفین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق مختلف مناہج کے تحت کام کیا ان میں سے ایک قسم فن مختلف الحدیث بھی ہے جس میں آقا دو جہاں ﷺ سے مروی ایسی احادیث کو جمع کیا جاتا ہے جن کا ظاہر تناقض و اختلاف کا تقاضا کرتا ہے۔ اس ظاہری تناقض و اختلاف کا سبب فہم حدیث سے عدم شناسائی ہے علم مختلف الحدیث کا باقاعدہ آغاز عباسی خلیفہ مامون الرشید (۱۹۸۔۲۱۸ھ) کے دور میں ہوا

جب معتزلہ نے باہم متناقض احادیث کی آڑ میں سنت نبی ﷺ پہ اعتراض کرکے اسے ناقابلِ حجت بنانا چاہا، نیز احادیث کے ظاہر میں اختلاف کا وجود اس امر کا مقتضی تھا کہ ایسی احادیث کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں تلاش کیا جائے۔ چنانچہ امام شافعی (۲۰۴ھ) اور ابنِ قتیبہ (۲۷۶ھ) نے بالترتیب اختلاف الحدیث اور تاویل مختلف الحدیث فی الردّ علی أعداء الحدیث کی تصنیف سے اس علم کو متعارف کروایا۔ تاہم ابھی احادیث کا بڑا ذخیرہ محدثین کی توجہ کا متلاشی تھا چنانچہ امام طحاوی (۳۲۱ھ) نے اس علم کو وسیع بنیادوں پر استوار کیا اور اس فن میں ایک عظیم سرمایہ چھوڑا اس کے علاوہ اس فن میں گراں قدر خدمات سرانجام دینے والوں میں ابن المدینی، ابن حجر عسقلانی وغیرہ ہم شامل ہیں۔ فن مختلف الحدیث سے ملحق ایک علم مشکل الحدیث بھی ہے جس کے بانی ابن فورک (۴۱۰ھ) گردانے جاتے ہیں اس فن میں ان کی کتاب ''مشکل الحدیث وبیانہ'' نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اگرچہ علم مختلف الحدیث پر مستقل طور پر نسبتاً کم ہی کتب منصۂ شہود پر آئیں تاہم یہ علم اس قدر اہم ہے کہ ہر علم اس کا محتاج ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر محمود احمد طحان رقمطراز ہیں:۔

> ''متعارض احادیث میں جمع وتطبیق کا فن علوم الحدیث کے اہم فنون میں سے ہے کیونکہ تما علماء اس کی معرفت کے لیے کوشاں رہتے ہیں اس فن کا مقصد دو بظاہر متناقض اور متضاد حدیثوں میں جمع وتوافق کی کوشش کرنا ہے یا ان میں سے ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوع قرار دینا ہے اس فن میں صرف وہی علماء درک رکھتے ہیں جو حدیث وفقہ دونوں کے ماہر ہوں اور ماہر اصول ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث کے بھی ماہر ہوں۔''(۶)

رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث ہے:

> **''أنّ رسول اللّٰہ قال :یا عبداللّٰہ بن مسعود قلت :لبیک یارسول اللّٰہ ﷺ قال: أتدری أیالناس أعلم؟ قلت اللّٰہ ورسولہ أعلم قال:أعلم النّاس أبصرھم بالحق إذا اختلف النّاس وإن کان مقصراً فی العمل وفی روایۃ وإن کان یزحف علی إستہ''(۷)**
>
> (حضور ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ بن مسعودؓ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بڑا عالم کون ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ، اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں تو فرمایا: بڑا عالم وہ ہے جو لوگوں کے اختلاف کے وقت حق کو زیادہ دیکھنے والا ہو اگرچہ عمل میں سست ہو۔)

امام سخاوی (ھ) رقمطراز ہیں:

> **''ھومن أھم الأنواع مضطر إلیہ جمیع الطوائف من العلماء وإنّما یکمل بہ من کان إمامًا، جامعًا لصنا عتی الحدیث والفقہ، غائصًا علی المعانی الدقیقۃ''(۸)**
>
> (مختلف الحدیث علوم کی انواع میں سے نہایت اہمیت کا حامل ہے اور جملہ علماء کو اس کی محتاجی ہوتی ہے۔ اسے مکمّل وہی جان سکتا ہے جو حدیث وفقہ کا جامع سرمایہ رکھتا ہو اور باریک معانی پر غور

کرنے والا ہو۔)

ابتداء میں فن **مختلف الحدیث** پہ بہت کم علماء نے قلم اٹھایا تاہم مرورِ اَیام کے ساتھ ساتھ اس کا رجحان بڑھتا رہا سب سے پہلے اس علم میں امام شافعی (۲۰۴ھ) نے اختلاف الحدیث رقم کی جس کے بعد ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری (۲۷۴ھ) نے تاویل مختلف الحدیث فی الردّ علی أعداء الحدیث نامی کتاب مرتب کی اس کے بعد امام طحاوی اس میدان میں اترے تو شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار تالیف کیں پھر ابو یحییٰ زکریا یحییٰ الساجی (۳۰۷ھ) نے اختلاف الحدیث، ابوبکر محمد بن حسن ابن فورک (۴۰۶ھ) نے ایک نئی جہت سے مشکل الحدیث و بیانہ، حدیث الصحیحین، اور تحقیق الافھام فی حدیث الاختلاف اور عبدالجلیل بن موسیٰ الأوسی الانصاری (۲۰۸ھ) نے تنبیہ الأفھام فی مشکل أحادیثہ علیہ السّلام تالیف کیں۔

معاصرین میں سے ڈاکٹر نافذ حسین حماد نے مختلف الحدیث **بین الفقهاء والمحدثین**، ڈاکٹر أسامہ بن عبداللہ خیاط امام وخطیب المسجد الحرام نے مختلف **الحدیث بین المحدثین والأصولیین الفقهاء** عبدالمجید السوسوہ نے **منهج التوفیق والترجیح بین مختلف الحدیث**، حسن مظفّر الروز نے **دفع التعارض عن مختلف الحدیث** اور عبداللطیف بن عبداللہ بن عزیز البرزنجی نے **التعارض والترجیح بین الأدلة الشرعیة** تالیف کیں۔ تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ محدثین کے مابین اس فن کے حوالے سے مشترک اور مختلف اقدار کا جائزہ لیا جائے تاکہ اس فن میں مزید تحقیق طلب پہلو دریافت ہوں اور فہم حدیث میں آسانی پیدا ہو ذیل میں اسی حوالے سے مختصر سی بحث درج ہے۔

مختلف الحدیث کا لغوی معنی

لفظ **مختلف** کا مادہ اشتقاق ''**اختلاف**'' ہے۔ جو کہ باب **افتعال** کا مصدر ہے۔ یہی کلمہ باب تفاعل سے **تخالف** آتا ہے۔ **اختلاف** اور **تخالف** باہم مثل المعنی ہیں۔ اختلاف کی ضد اتفاق ہے۔ باب مفاعلة سے اس کا مصدر خلاف اور مخالفة آتا ہے۔(۹)

عربی کا مقولہ ہے:

''**تخالف الأمران واختلفا اِذلم یتفقا، وكل مالم یستاو: فقد تخالف واختلف**''(۱۰)

(جب دو چیزیں باہم متفق نہ ہوں اور ہر ایک دوسرے کے مساوی نہ ہو تو تخالف اور اختلف کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔)

صاحب تاج العروس (۱۲۰ھ) لکھتے ہیں:

''**واختلف ضد اِتفق ومنه الحدیث**(۱۱): **سوّوا صفوفكم ولا تختلفوا فتختلف قلوبكم**''(۱۲)

(اختلف ضد ہے 'اتفق' کی اسی سے حدیث ہے: ''اپنی صفیں سیدھی رکھو اور آگے پیچھے نہ ہوا کرو، ورنہ تمہارے دل ٹیڑے ہو جائیں گے۔'')

اصطلاحی تعریف

کلمہ مختلف الحدیث کو مختلف طریقوں سے پڑھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے معنی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسے دو طریقوں سے پڑھا جاتا ہے۔

۱۔ مُخْتَلِفُ: (لام کے کسرہ کے ساتھ) اسم فاعل کے وزن پر۔ اس صورت میں لفظ مختلف کی الحدیث کی طرف اضافت مِنّی (ایسی اضافت جو حرف 'من' کے ساتھ ہو) ہوگی تو اصل عبارت یوں ہوگی مختلف من الحدیث جس کی تعریف علمائے لغت نے یوں کی ہے:

"أن یوجد حدیثان أو أکثر متضادان ظاهراً"(۱۳)

(دو یا دو سے زیادہ ایسی احادیث کا پایا جانا جو ظاہری طور پر باہم ٹکراتی ہوں۔)

علامہ ابن حجر عسقلانی (ھ) لکھتے ہیں:

"الحدیث الذی عارضه ظاهراً مثله"(۱۴)

(ایسی حدیث جس جیسی ظاہری حدیث اس کے معارض ہو۔)

۲۔ بعض محدثین نے اسے مُختَلَفُ الحَدِیث (لام کی زبر کے ساتھ) پڑھا ہے۔ اس صورت میں یہ اسم مفعول کے وزن پر یا مصدر میمی ہوگا۔ بایں صورت اضافت فیہ (ایسی اضافت جس میں فی حرف جار مقدر ہو) کے ساتھ اصل عبارت یوں ہوگی۔ مُختَلَفُ الحَدِیث(۱۵) یعنی ایسی حدیث جس میں اختلاف واقع ہوا ہو۔ اب مُختَلَفُ الحَدِیث کی تعریف یوں ہوگی:

"أن یّاتی حدیثان متضادّ ان فی المعنی ظاهراً"(۱۶)

(یعنی دو ایسی احادیث کا پایا جانا جن کے معنی میں ٹکراؤ ظاہراً ہو۔)

فائدہ: بصورت اول تعریف سے نفس حدیث مراد ہوگی جبکہ بصورت ثانی نفس تضاد اور اختلاف مراد ہوگا نیز تعریف میں کلمہ ظاہراً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی ہے کہ احادیث مصطفی ﷺ میں تعارض حقیقی محال ہے اسی لیے قاضی ابوبکر الباقلانی (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

"وکل خبرین علم أنّ النبیﷺتکلّم بهما فلا یصح دخول التعارض فیهما علی وجه، وإن کان ظاهر هما متعارضین"(۱۷)

(اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ دونوں اقوال حضور ﷺ کے ہیں تو کسی صورت میں دخول تعارض کی گنجائش نہیں اگرچہ وہ احادیث بظاہر متعارض ہی ہوں۔)

خطیب بغدادی (ھ) احادیث میں ظاہری تعارض کی مزید وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"جب ایسے دو فرامین کا علم ہو جن میں ظاہراً باہمی تعارض ہو اور ہر ایک دوسرے کے موجب کی نفی کر رہا ہو تو نفی اور اثبات کو دو زمانوں یا گروہوں یا شخصوں یا پھر دو مختلف صفات پر محمول کیا جائے گا۔"(۱۸)

مندرجہ بالا تصریحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی حدیث کے لیے علوم حدیث کی اس قسم میں شامل ہونے کے لیے مندرجہ ذیل چار شرائط ہیں:

۱۔ حدیث مقبول ہو، مردود نہ ہو۔ کیونکہ مطابقت حدیث مقبول میں ہی ہو سکتی ہے۔

۲۔ کوئی دوسری حدیث معنی ظاہری میں اس حدیث کے معارض ہو۔

۳۔ حدیث معارض قابل حجت ہو، یعنی صحیح یا حسن ہو کیونکہ حدیث ضعیف، حدیث صحیح کے مدمقابل نہیں ہو سکتی۔

۴۔ ان بظاہر متضاد احادیث میں ترجیح یا جمع ممکن ہو۔(۱۹)

علمِ مشکل الحدیث کا معنی ومفہوم

اکثر محدثین مشکل الحدیث اور مختلف الحدیث کو ایک ہی اصطلاح گردانتے ہیں متقدمین نے مشکل الحدیث، مختلف الحدیث، تاویل الحدیث، تلفیق الحدیث، تالیف الحدیث اور مناقضۃ الحدیث وغیرہ اصطلاحات کو ایک ہی علم گردانا ہے معاصرین میں سے محمد ابوزہو، ڈاکٹر نورالدین عتر اور ڈاکٹر صبحی صالح نے بھی اپنی اپنی کتب میں ان کو ایک ہی فن مانا ہے تاہم بعض معاصرین نے اس کو مُختَلَفُ الحَدِیث سے ممتاز علم قرار دیا ہے جس کی وضاحت کے لیے اس کی لغوی واصطلاحی تعریف درج ذیل ہے۔

لغوی تعریف

لغت عرب میں غیر واضح، مشتبہ اور پیچیدہ معاملے کو مُشکل کہتے ہیں۔ علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

"أشْكَلَ عليّ الأمرُ، اذا اِختلط وأشكلت عليّ الْأَ خبار وأحكلت بمعنى واحد، والأشكل عند العرب :اللونان المختلطان"(۲۰)

(أشْكَلَ عليّ الأمرُ اس وقت کہا جاتا ہے جب مختلف خبریں اور باتیں مل جائیں اور ایک جیسی ہو جائیں اہلِ عرب اُشکل کو دو ایسے رنگوں کے لیے استعمال کرتے ہیں جو باہم ملتے جلتے ہوں۔)

معجم الوسیط میں ہے:

"المشكل، الملتبس وعند الأصوليين :مالا يفهم حتى يدل عليه دليل من غيره"(۲۱)

(مشکل پیچیدگی والے معاملے کو کہتے ہیں علمائے اصول کے نزدیک ایسا معاملہ ہے جو اتنی دیر تک سمجھا نہ جا سکے جب تک کوئی دوسری دلیل اس کو واضح نہ کر دے۔)

اصطلاحی تعریف

چونکہ لفظ مشکل محدثین وفقہاء دونوں کے ہاں مستعمل ہے لہٰذا ہر ایک نے اس کی الگ الگ تعریف کی ہے۔ ذیل میں دونوں تعریفات درج ہیں:

۱۔ اصولیوں کے نزدیک مشکل کی تعریف یہ ہے:

"هو اللفظ أو الكلام الذى خفى المراد به على السامع وكان خفاؤه لأ جل الصيغة

ولا یدرک اِلّا بالعقل"(۲۲)

(ایسا لفظ یا کلام جس کی مراد سامع پر پوشیدہ ہو اور خفاء ظاہری لفظ کی وجہ سے ہو جس کو صرف عقل سے جانا جاسکے۔)

۲۔ محدثین کے ہاں مشکل کا معنی اصولین کے معنی سے جدا ہے ڈاکٹر محمود حامد عثمان لکھتے ہیں:

"المشکل ھو الذی یحتاج فی فھم المراد بہ الی تفکر و تامّل"(۲۳)

(مشکل اس بات کو کہتے ہیں جس کی مراد سمجھنے میں غور وفکر کی ضرورت ہو۔)

مُختَلَفُ الحَدِیث اور مُشکَلُ الْحَدِیْثِ کا موازنہ

سابقہ بحث سے مُختَلَفُ الحَدِیث اور مُشکَلُ الْحَدِیْثِ میں مندرجہ ذیل فرق سامنے آتا ہے۔

۱۔ مُختَلَفُ الحَدِیث کے لیے دو یا دو سے زیادہ ایسی احادیث کا وجود ضروری ہے جن میں بظاہر تعارض واختلاف پایا جائے جبکہ مشکل الحدیث کے لیے دو یا دو سے زیادہ احادیث کا تعارض ضروری نہیں بلکہ اس کا سبب کوئی اور بھی ہوسکتا ہے۔

۲۔ دو احادیث کے درمیان تعارض ان اسباب میں سے ایک سبب ہے جس کے بارے میں مشکل الحدیث بحث کرتا ہے۔

۳۔ مُختَلَفُ الحَدِیث میں تعارض رفع کرنے کے لیے محدثین نے اصول وضوابط وضع کیے ہیں۔ جبکہ مشکل الحدیث میں تعارض رفع کرنے کے لیے غور وفکر اور تامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے لیے عقل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

۴۔ مُختَلَفُ الحَدِیث میں دو یا دو سے زیادہ احادیث میں باہمی اختلاف کا پایا جانا ضروری ہے حدیث کے علاوہ دیگر ادّلہ شرعیہ کو تعارض کی اجازت نہیں۔ جبکہ مشکل الحدیث میں اشکال کے لیے دوسری حدیث کے علاوہ درج ذیل اسباب بھی پائے جاتے ہیں:

i۔ ایک ہی حدیث میں اپنے معنی کی وجہ سے اشکال ہوسکتا ہے دوسری حدیث ضروری نہیں یعنی اشکال کے لیے نفس حدیث ہی کافی ہے۔

ii۔ حدیث کا تعارض حدیث سے بھی ہوسکتا ہے۔

iii۔ حدیث کا تعارض آیت قرآن سے ہوسکتا ہے۔

iv۔ حدیث کا تعارض قیاس سے ہوسکتا ہے۔

v۔ حدیث کا تعارض اجماع سے ہوسکتا ہے۔

vi۔ حدیث کا تعارض عقل سے ہوسکتا ہے۔

vii۔ حدیث کا تعارض کسی طبی یا سائنسی انکشاف سے ہوسکتا ہے۔

viii۔ تعارض کسی تاریخی واقعہ سے ہوسکتا ہے۔
ix۔ کسی لفظ مشترک کی وجہ سے بھی حدیث کے ساتھ تعارض ہوسکتا ہے۔
x۔ مُختلَفُ الحَدِیث خاص ہے جبکہ مشکل الحدیث عام ہے کیونکہ مختلف الحدیث مشکل الحدیث کی ایک قسم ہے۔
xi۔ مُختلَفُ الحَدِیث اور مشکل الحدیث میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے کیونکہ ہر مختلف، مشکل ہے جبکہ ہر مشکل، مختلف نہیں ہے۔[۲۴] (عموم وخصوص مطلق ایسی نسبت کو کہتے ہیں جس میں دو مادے اجتماعی ہوں اور ایک مادہ افتراقی ہو۔)

فن مختلف الحدیث کا تاریخی ارتقاء

فن مُختلَفُ الحَدِیث کے تاریخی ارتقاء کو مندرجہ ذیل چار مختلف ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ عہدِ رسالت وعہدِ صحابہؓ

یہ عہد مبارک آغاز اسلام سے لے دوسری صدی ہجری کے آخر تک محیط ہے۔ اس عرصہ میں با قاعدہ کتب احادیث تو مدوّن نہ ہوسکیں البتہ صحابہ کرام وتابعین اپنے طور پر احادیث روایات کرتے رہے اور جب بھی دو مختلف ومتعارض احادیث سے واسطہ پڑتا تو اس کے اصول وقواعد کے مطابق اس کا حل نکال لیا جاتا۔ خود حضور ﷺ بھی جرح وتعدیل سے کام لیتے تھے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں وارد ہے کہ سیدہ عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"اِئذنوا له فبئس رجل العشیر أو بئس رجل العشیرة، فلما دخل آلان له القول، قالت عائشة یا رسول اللّٰه قلت ألذی قلت فلما دخل ألنت له القول؟ قال: یاعائشة، اِنّ شر النّاس منزلة یوم القیامه من ودعه أوترکه الناس اتقاء فحشه"[۲۵]

(اسے اجازت دے دو پس یہ برے خاندان والا ہے۔ جب وہ حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اس سے بات میں نرمی کی۔ سیدہ عائشہ نے عرض کیا یارسول ﷺ آپ نے اس شخص بارے یہ کلمات بھی کہے پھر نرمی بھی کی؟ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ کے اعتبار سے بدترین وہ شخص ہے جسے لوگ اس کی برائی سے بچنے کے لیے چھوڑ دیں۔)

اس حدیث کو ابوبکر الخطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کر کے کہا:

حضور ﷺ نے جرح وتعدیل کی۔[۲۶]

حضور سید دوعالم ﷺ کے دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان مثلاً حضرت سعد بن ابی وقاص، زید بن ارقم، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود اور انس بن مالکؓ وغیرہم حدیث تحریر کرتے تھے۔[۲۷]
علامہ عراقی فن جرح وتعدیل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"تكاد كل مصادر علم الحديث تجمع على اَنّ الكلام فى الجرح والتعديل متقدم ثابت عن رسول اللهﷺ ثم من كثير من الصحابة والتابعين فمن بعد هم"(۲۸)

ماحاصل یہ ہے کہ جرح وتعدیل حضورﷺ کے بعد صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے درج ہے کہ وہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضوء کے عدم نقض کے قائل تھے اور صحیح بخاری میں مروی اس حدیث کو ناقص وضوء والی حدیث پر ترجیح دیتے تھے جیسا کہ حضورﷺ کے حوالے سے ہے:

"أكل كتف شاة ثم صلى ولم يتوضاء"(۲۹)

(حضورﷺ نے بکری کے گوشت میں سے ایک دستی کھائی پھر نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو آپﷺ نے وضو نہ فرمایا۔)

جس روایت پر حضرت ابن عباسؓ اس حدیث کو ترجیح دیتے ہیں وہ یہ ہے:

"الوضوء ممامست النار ولو من ثور أقط"(۳۰)

(جن چیزوں کو آگ چھولے تو ان کے کھانے سے وضو لازم ہے۔)

کتبِ حدیث میں اس کے علاوہ بھی احادیث میں ظاہری تعارض رفع کرنے کی متعدد امثلہ وارد ہیں۔

۲۔عہد تابعین

صحابہ کے بعد تابعین کے دور میں علم مختلف الحدیث تیزی سے اپنے ارتقائی مراحل طے کرتا ہے کہ اس دور میں مختلف فرقوں کا وجود سامنے آتا ہے اور منافقین وملحدین قسم کے لوگ نبیٔ رحمتﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں تو محدثین محنت شاقہ کے بعد حق وباطل میں امتیاز کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ابوحاتم ابن حبان لکھتے ہیں:

"ثم أخذ مسلكهم (مسلك الصحابة) واستن بسنتهم واهتدى بهديهم"(۳۱)

(صحابہ کے بعد تابعین نے بھی انہی کا مسلک اختیار کیا اور صحابہ کے ہی نقشِ قدم کی پیروی کی۔)

اس دور کے مشہور محدثین میں سفیان بن عینیہ (۱۹۸ھ)، شعبۃ بن حجاج الفلکی (۱۲۰ھ)، عبدالرحمٰن بن عمر الأوزاعی (۱۵۸ھ)، وکیع بن الجراح (۱۹۷ھ)، محمد بن عبداللہ ابنِ نمیر (۱۹۹ھ)، سفیان ثوری (۱۶۱ھ)، عبداللہ بن مبارک (۱۸۱ھ) وغیرھم شامل ہیں۔(۳۲)

محدثین نے جرح وتعدیل، تطبیق، جمع، نسخ وغیرہ کے ضوابط مقرر کیے اور علوم حدیث میں نت نئے علوم متعارف کروائے اور صحیح کو غیر صحیح سے ممتاز کیا اور آنے والوں کے لیے اس فن میں مختلف راہیں متعیّن کردیں۔اس دور میں باقاعدہ طور پر اس فن پر کوئی کتاب تو نہ لکھی گئی البتہ تعامل ناس جاری رہا۔

۳۔عہد تبع تابعین تا دسویں صدی ہجری تک

یہ دور تیسری صدی ہجری کے آغاز سے لے کر دسویں صدی ہجری تک پھیلا ہوا ہے۔تیسری

صدی ہجری میں با قاعدہ طور پر محدثین تدوین حدیث کے ضمن میں اپنی اپنی خدمات کو نمایاں کرنے کے لیے راوی اور مروی عنہ کے احوال پر زور دیتے نظر آتے ہیں جوں جوں اس میدان میں محدثین کی کثرت ہوتی چلی جاتی ہے، نت نئی اصطلاحات متعارف ہوتی چلی جاتی ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ یہ اصطلاحات علیحدہ علیحدہ علوم وفنون کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ اس دور میں علم مختلف الحدیث پر مستقل کتب تصنیف ہوئیں اور اس فن نے مستقل حیثیت اختیار کر لی۔ امام شافعی (۲۰۴ھ)، علامہ ابن قتیبہ (ھ)، امام طحاوی (۲۷۴ھ)، علامہ ابنِ فورک (۴۰۶ھ) وغیرہ نے مستقل کتب تصانیف کیں اور متاخرین کے لیے ایک نیا اسلوب احادیث متعارف کروایا۔ اس دور میں لکھی گئیں چند کتب کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ ألأمّ کی دسویں جلد میں اختلاف الحدیث کے نام سے ایک مستقل کتاب موجود ہے جس کو محمد بن ادریس شافعی (۲۰۴ھ) نے تصنیف کیا۔
۲۔ تاویل مختلف الحدیث، ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری (۲۷۶ھ)
۳۔ اختلاف الحدیث، ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ الساجی (۵۰۷ھ)
۴۔ شرح معانی الآثار، ابو جعفر محمد بن سلامہ طحاوی (۳۲۱ھ)
۵۔ مشکل الحدیث وبیانہ، ابو بکر محمد بن حسن ابن فورک (۴۰۶ھ)
۶۔ معالم السنن شرح سنن أبو داؤد، ابوسلیمان محمد بن محمد الخطابی (۳۸۸ھ)
۷۔ مشکل الآثار، ابو جعفر محمد بن سلامہ طحاوی (۳۲۱ھ)
۸۔ أعلام السنن، ابوسلیمان محمد بن محمد الخطابی (۳۸۸ھ)

۷۔ دسویں صدی ہجری سے عصرِ حاضر تک

اس دو میں محدثین وفقہاء نے ان کے مزید قواعد وضوابط وضع کیے مستقل کتب لکھیں اور مختلف الحدیث ومشکل الحدیث کو الگ طور پر علوم الحدیث میں شامل کر لیا گیا محدثین نے تدوین حدیث کے ضمن میں مختلف مناہج اختیار کیے اور جامعین، شارحین، علوم الحدیث، علوم الفقہ وغیرہ کی حیثیت سے کام کیا۔ عصرِ حاضر میں فن مختلف الحدیث پر تیزی سے کام جاری ہے، مختلف جامعات میں فن مختلف الحدیث پر تحقیقی مقالہ جات لکھے جا رہے ہیں۔ جن میں سے چند کے موضوعات درج ذیل ہیں:

۱۔ فن مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی کتابوں کا منہج واسلوب
۲۔ فن مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی کتابوں کے منہج واسلوب کا تقابل
۳۔ فن مختلف الحدیث کا محدثین کی کتب میں استعمال
۴۔ تعارض بین الاحادیث رفع کرنے کا طریہل وغیرہ۔

عصرِ حاضر میں علم مختلف الحدیث پر لکھی جانے والی چند کتب کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ **التعارض والترجیح عندالأصولیین وأثرھمافی الفقہ الاسلامی، للدکتورمحمد**

بن ابراهيم الخفتاوى

۲۔ مختلف الحديث بين المحدثين والأ همافى الفقه الاسلامى، للدكتوراسامه بن عبدالله خياط، امام وخطيب المسجدالحرام

۳۔ مختلف الحديث بين الفقهاء والمحدثين، للدكتور نافذ حسين حماد

۴۔ منهج التوفيق والترجيع بين مختلف الحديث، عبدالمجيد السوسوه

۵۔ احاديث العقيده التى يوهم ظاهرالتعارض فى الصحيحين،سليمان بن محمد الدبخيى

۶۔ دفع التعارض عن مختلف الحديث، حسن مظفر الروز

۷۔ التعارض والترجيع بين الأدلة الشرعية، عبداللطيف بن عبدالله بن عزيزالبرزنجى

علامہ ابنِ فورک کا تعارف

☆ ابنِ فورک کا پورا نام اَبوبکر محمد بن الحسن ابن فورک ہے۔

☆ فکری مسلک کے اعتبار سے اشعری اور فقہی مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے۔

☆ نحو، ادب، منطق، تفسیر، اصول، اسماء الرجال، وعظ اور علم کلام وغیرہ میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔

☆ نیک، نرم مزاج، زاہد اور متقی انسان تھے۔

☆ زندگی کا اکثر حصہ درس وتدریس میں گزارا۔

☆ آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں میں ہے جن میں سے بیہقی، قشیری، ابن خلف اور حاکم نیشاپوری مشہور ومعروف ہیں۔

☆ آپ کی اصولِ فقہ، اصولِ دین اور معانی القرآن پر ایک سو سے زیادہ تصانیف ہیں۔

علمِ مختلف الحدیث میں مشکل الآثار کا مرتبہ ومقام

فن مختلف الحدیث میں امام طحاوی کا نام سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے ان کی شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار اس فن کے بنیادی مصادر میں شمار ہوتیں امام طحاوی کی فن مختلف الحدیث میں علمی ثقاہت کا اظہار کرتے ہوئے علامہ زاہد الکوثری رقمطراز ہیں:

”ومن اطلع على اختلاف الحديث للاِمام الشافعى ومختلف الحديث لابِن قتيبة ثم اِطلع على كتاب الطحاوى هذا يزداد اِجلا لاً له ومعرفةً لمقدار العظيم“(۳۳)

(جو شخص امام شافعی (۲۰۴ھ)، کی اختلاف الحدیث اور ابنِ قتیبہ (۲۷۶ھ) کی تاویل مختلف الحدیث سے واقف ہو اور وہ امام طحاوی کی اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کے نزدیک اس کی عظمت ووقار مزید بڑھ جائے گی۔)

فن مختلف الحدیث میں امام طحاوی کی تصنیفات میں سے مشکل الآثار نہایت اہمیت کی حامل

ہے۔ مقدمہ شرح مشکل الآثار میں علامہ شعیب الأرنؤوط لکھتے ہیں:

”هو كتاب جليل يحتوى على معان حسنة عزيزة وفوائد جمة غزيرة ويشتمل على فنون من الفقه، وضروب من العلم، دعاه الى تاليفه“(۳۴)

((امام طحاوی کی) یہ بلند مرتبہ کتاب اپنے دامن میں خوبصورت معانی اور نوادر فوائد لیے ہوئے ہے اور فقہ کے کئی فنون اور علوم کی کئی اقسام پر مشتمل ہے۔ اسی چیز نے انہیں اس کتاب کی تالیف پہ اُبھارا ہے۔)

مشکل الآثار کے مشتملات وتراجم ابواب

- ☆ مؤلف کتاب نے مشکل الآثار کی ابواب بندی کسی خاص ترتیب پر نہیں کی ہے۔
- ☆ امام طحاوی ہر باب میں دو متعارض احادیث لاتے ہیں اور ان کے باہمی تعارض کو زائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- ☆ امام طحاوی تعارض کے ازالے کے لیے اوّلاً سند حدیث اور الفاظ حدیث پر بحث کرتے ہیں۔
- ☆ پھر تعارض رفع کرنے کے لیے جمع بین الحدیثین پر زور دیتے ہیں۔
- ☆ اگر جمع ممکن نہ ہو تو ناسخ ومنسوخ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
- ☆ اگر ناسخ ومنسوخ بھی ثابت نہ ہو تو وجوہ ترجیح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔
- ☆ وجوہ ترجیح جو ممکن ہو اس کی طرف رجوع کر کے تعارض ختم کرتے ہیں۔
- ☆ مشکل الآثار کی ابواب بندی کسی خاص طرز پر نہیں کی گئی ہے۔
- ☆ ابواب کے عنوانات مختلف الفاظ سے قائم کیے گئے ہیں۔
- ☆ ابواب کے عنوانات کے قیام میں حدیث کے الفاظ، فقہی مسائل اور ان کے جوابات وغیرہ کے ذکر سے کام لیا گیا ہے۔
- ☆ ابواب کی عدم ترتیب کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں جیسے کتاب کا مختلف اوقات اور مختلف جگہوں پر لکھا جانا اور احادیث پر وارد اشکالات واعتراضات کا مختلف اوقات میں پایا جانا وغیرہ۔

متعارض احادیث میں تطبیق دینے میں امام طحاوی کا منہج اسلوب

امام طحاوی مشکل الآثار میں ایک باب قائم کر کے اس کے تحت دو ایسی احادیث لے کر آتے ہیں جن کے ظاہر میں تعارض ہوتا ہے۔ امام طحاوی ان کی اسناد ذکر کرتے ہیں پھر ان کے تعارض کے ازالے کی کوشش کرتے ہیں اور خوب شرح وبسط کے ساتھ احادیث کے مابین تعارض رفع کرتے ہیں۔ جس کے لیے سب سے پہلے امام طحاوی متعارض احادیث میں جمع بین الحدیثین کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اگر جمع سے تعارض زائل نہ ہو تو ناسخ ومنسوخ کی راہ لیتے ہیں اگر پھر بھی تعارض رفع نہ ہو تو ان میں ترجیح

دیتے ہیں ذیل میں ہر ایک طریقے کو مختصراً الگ الگ ابحاث میں بیان کیا جاتا ہے۔

جمع

لغوی معنی: ''لفظ 'جمع' مصدر ہے جس کا معنی ہے اکٹھا کرنا۔ عربی کا مقولہ ہے :جمعت الشیء''

ترجمہ: میں نے چیز کو جمع کیا۔

یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی چیز کو مختلف مقامات سے اکٹھا کیا جائے اور مجموع اسے کہتے ہیں جسے مختلف مقامات سے اکٹھا کیا گیا ہو۔ اگرچہ اکٹھا ہونے کے بعد وہ شے واحد کے حکم میں نہ ہو۔ صاحب لسان العرب فرماتے ہیں:

''جمعت الشیء''(۳۵)

اس وقت بولتے ہیں جب تو کسی چیز کو مختلف مقامات سے جمع کرے۔

جمع کی اصطلاحی تعریف

علماء اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

''بیان التوافق والا ئتلا ف بین الحدیثین المتعارضین الصالحین للاحتجاج والمتحتدین زمناً، والأخذ بهما و ذالک بحمل کل منهما علی محمل صحیح یزیل تعارضهما واختلافهما کالعام والخاص والمطلق والمقید ونحو ذالک واظهار أن الاختلاف غیر موجود بینهما حقیقة.''(۳۶)

(علم حدیث کی اصطلاح میں دو متعارض، مقبول، زمانی ومکانی لحاظ سے متحد احادیث کو اس انداز سے جمع کرنا اور قابل عمل بنانا کہ ان احادیث کا اپنی اپنی جگہ پر مطلب بھی درست رہے اور تعارض بھی زائل ہو جائے جیسے عام اور خاص کے ساتھ، مطلق اور مقیّد کے ساتھ وغیرہ اور اس بات کا اظہار کرنا کہ ان دو احادیث میں حقیقی اختلاف نہیں ہے۔)

شرائط جمع

۱۔ تعارض دو ایسی دلیلوں کے درمیان ہو جو قابل احتجاج ہوں۔

۲۔ ان دو حدیثوں میں جمع کسی نص شرعی کو باطل نہ کرے۔

۳۔ جمع بین الحدیثین کے ساتھ تعارض زائل ہو جائے اور کوئی تضاد باقی نہ رہے۔

۴۔ دو دلیلوں کے درمیان جمع کسی دلیل صحیح سے متصادم نہ ہو۔

۵۔ دونوں حدیثیں باہم متعارض ہوں۔

۶۔ جمع بین الحدیثیں غرض صحیح کے لیے ہو۔

۷۔ دونوں متعارض احادیث درجہ صحت میں مساوی ہوں۔(۳۷)

اہمیت جمع

حافظ ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری میں کئی مقامات پر جمع بین الحدیثین کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

☆ جمع وتطبیق نسخ سے بہتر ہے۔(۳۸)

☆ جمع وتطبیق کے ترجیح کی نسبت بہتر ہونے پر علماء اصول کا اتفاق ہے۔(۳۹)

☆ جمع وتطبیق اس سے بہتر ہے کہ ایک حدیث کو کسی ثقہ حافظ کی غلطی قرار دے کر عضو معطّل بنا دیا جائے۔(۴۰)

جمع کی اقسام

دو متعارض حدیثوں میں جمع کرنے کے علماء نے مندرجہ ذیل چھ طریقے بیان کیے ہیں:

۱۔ **الجمع ببیان اختلاف مدلولی اللفظ** (لفظ کے مدلول کے اختلاف کو بیان کرنے سے جمع)

۲۔ **الجمع ببیان اختلاف الحال** (حال کے اختلاف کو بیان کرنے کے ساتھ جمع)

۳۔ **الجمع ببیان اختلاف المحل** (محل کے اختلاف کے بیان کے ساتھ جمع)

۴۔ **الجمع ببیان الاختلاف فی الأمور والنهی** (امر اور نہی میں اختلاف کے بیان کے ساتھ جمع)

۵۔ **المجع ببیان اختلاف العام والخاص** (عام اور خاص کے اختلاف کے بیان کے ساتھ جمع)

اس کی پھر مزید چار صورتیں ہیں:

ا۔**الجمع بین الحدیثین العامین** (دو عام حکم والی حدیثوں کے درمیان جمع)

ب۔**الجمع بین الحدیثین الخاصین** (دو خاص حکم والی حدیثوں کے درمیان جمع)

ج۔**الجمع بین حدیثین بینهما عموم خصوص مطلق** (دو ایسی حدیثوں جمع جن میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہو)

ا۔ **الجمع بین حدیثین بینهما عموم وخصوص وجهی** (دو ایسی حدیثوں کے درمیان جمع جن میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہو)

۲۔ **الجمع ببیان اختلاف المطلق والمقید** (مطلق اور مقیّد کے اختلاف کے بیان کے ساتھ جمع)

أمثلة

۱۔ حضور علیہ السّلام سے ایک نوجوان نے حالت روزہ میں اپنی بیوی کا بوسہ لینے کے متعلّق دریافت فرمایا تو حضور ﷺ نے روک دیا جبکہ ایک بوڑھے سے یہی سوال کیا تو رخصت عنایت فرمائی جیسا کہ روایت ہے:

"عن ابی هریرة أن رجلاً سئال النبی عن المباشرة للصائم، فرخص له وآتاه آخر فسئاله فنهاه فاذا الذی رخص له شیخ، والذی نهاه شباب "(۴۱)

(حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے روزے کا اپنی بیوی کے ساتھ اپنا جسم مس کرنے کے بارے پوچھا تو حضور ﷺ نے اسے رخصت دے دی اور دوسرے شخص نے آ کر یہی سوال پوچھا تو آپ ﷺ اسے روک دیا۔ پس جسے رخصت دی تھی وہ بوڑھا شخص تھا اور جسے آپ ﷺ روکا تھا وہ جوان تھا۔)

علامہ امیر الدین لبانی کہتے ہیں کہ راجح قوال یہ ہے کہ بوسہ لینے کا جواز بوسہ لینے والے کی حالت کی بناء پر ہے اگر وہ جوان ہے اور اسے جماع میں پڑنے کا خطرہ ہے تو باز رہے اور شیخ کو رخصت اس بناء پر دی گئی کہ شہوۃ کی کمی کی وجہ سے اس کے جماع میں پڑنے کا خطرہ کم ہوتا ہے جیسا کہ امام طحاوی نے حریث بن عمرو عن الشعبی عن عائشہ نقل کیا ہے:

"قبلنی رسول ﷺ وباشرنی وهو صائم"(۴۲)

(حضور ﷺ نے میرا بوسہ لیا اور میرے ساتھ جسم مس کیا حالانکہ آپ روزے دار تھے۔)

اسے ابنِ ابی حاتم نے بھی ذکر کیا ہے۔(۴۳) لہٰذا اصل چیز شہوۃ اور ارادہ کی کمی یا زیادتی ہے۔(۴۴) پس یہاں حالت کا بدلنا حکم کی تبدیلی کا سبب بنا۔

۱۔ صحیحین میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مروی حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

"إذا تيتم الغائط فلا تستقبلوا االقبلة ولا تستدبروها ولكن شرقوا أوغرّبوا"(۴۵)

(جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو لیکن مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر لیا کرو۔)

جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی اس کے معارض دوسری حدیث میں ہے:

"إرتقيت فوق ظهر بيت حفصة لبعض حاجتي فرأيت رسول الله ﷺ يقضى حاجته مستدبرا القبلة مستقل الشام"(۴۶)

(میں سیدہ حفصہ کے گھر کی دیوار پر چڑھا تو میں نے حضور کو دیکھا کہ شام کی طرف منہ کر کے قبلہ کی طرف پشت کر کے قضائے حاجت فرما رہے ہیں۔)

ایسے ہی حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی حدیث میں ہے:

"نهى نبى الله أن نستقبل القبلة ببول، فرائيته قبل أن يقبض بعام يستقبلها"(۴۷)

(اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے سے منع فرمایا، تاہم میں نے انہیں وصال سے ایک سال پہلے دیکھا کہ آپ خود قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے تھے۔)

ان روایات میں تطبیق کے لیے امام طحاوی فرماتے ہیں کہ قبلہ کی طرف پشت یا رخ کرنے کی نہی صحراء کے لیے ہے جبکہ مکان میں رخصت ہے۔ اسی قول کو خطابی، نووی، ابن حجر، ابن قدامہ، سیوطی اور امیر صنعانی وغیرہ ہم نے ترجیح دی ہے۔ یہی مذہب عباس بن عبدالمطلب، عبداللہ بن عمر، شعبی، مالک، شافعی، اسحاق بن راھویہ(۴۸) وغیرہ کا ہے۔ یہاں محل کے بدلنے سے حکم کا بدلنا پایا جاتا ہے۔

نسخ

نسخ کا لغوی معنی:

لفظ نسخ کے دو معانی ہیں: ا۔مٹانا، ختم کرنا باطل کرنا ۲۔نقل کرنا، بدلنا۔

ا۔مٹانا، باطل کرنا، بدلنا اس کی دو قسمیں ہیں:

i۔نسخ بالبدل ii۔نسخ بغیر البدل

i۔نسخ بالبدل:

صاحب القاموس المحیط کہتے ہیں:

"نسخه كمنعه، إزاله وغيره وأبطله وأقام شيئاً مقامه"(۴۹)

(نسخہ منع یمنع کے وزن پر آتا ہے جو زائل، تبدیل اور باطل کرنے کے ساتھ ساتھ کسی چیز کو دوسری چیز کے قائم مقام بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔)

ابنِ منظور افریقی لکھتے ہیں:

"نسخت الشمس الظل، نسخ الشيب الشباب"(۵۰)

(دھوپ نے سایہ کو ہٹا کر، بڑھاپے نے جوانی کو ہٹا کر خود اس کی جگہ لے لی۔)

ii۔نسخ بغیر البدل:

صاحب تاج العروس لکھتے ہیں :

iii۔نسخت الریح آثار الدیار(۵۱)

(ہوا نے گھروں کے نشان مٹا ڈالے۔)

قرآن مجید میں ہے:

"فينسخ الله مايلقي الشيطان ثم يحكم الله آيايه"(۵۲)

(اللہ تعالیٰ شیطان کی ملاوٹ دور کر دیتا ہے پھر اپنی آیات پکی کر دیتا ہے۔)

اس کی تفسیر میں زمخشری کہتے ہیں:

"أي يذهبه ويبطله"(۵۳)

(یعنی اس کو ختم اور باطل کر دیتے ہیں۔)

۲۔نسخ بمعنی نقل و کتابت:

قرآنِ مجید میں ہے:

"اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ"(۵۴)

(بے شک جو تم عمل کرتے ہو اسے ہم لکھوا لیتے ہیں۔)

علامہ طبری کہتے ہیں:

"اِنا كنّا نستكتب حفظتنا أعما لكهم فتثبتها فى الكتب وتكتبها"(۵۴)

(بے شک ہم محافظ فرشتوں سے تمہارے اعمال لکھوالیا کرتے تھے وہ ان اعمال کو رجسٹروں میں لکھ کر محفوظ کر لیتے تھے۔)

نسخ کا اصلاحی معنی

حافظ ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"رفع تعلق حکم شرعی بدلیل شرعی متأخر عنه"(۵۶)

(کسی شرعی حکم کے تعلق کو کسی ایسی شرعی دلیل سے رفع کرنا جو اس سے متاخر ہو۔)

شرائط النسخ

۱۔ دو متعارض احادث میں ایسا تعارض جو جمع و تطبیق سے رفع نہ ہو سکے اور تاریخ معلوم ہو جائے۔

۲۔ نسخ کے لیے دلیل شرعی ہونا ضروری ہے۔

۴۔ ناسخ و منسوخ کا ایک محل میں وارد ہونا۔

۵۔ ناسخ منسوخ سے متاخر ہو۔

۶۔ منسوخ کا تعلق ان امور سے ہو جن میں نسخ ہو سکتا ہے جیسے عملی احکام، نہ کہ عقائد، اخلاق، واقعات وغیرہ۔(۵۷)

نسخ کے طریقے

نسخ کے مندرجہ ذیل چار طریقے ہیں:

۱۔ نسخ القرآن بالقرآن (قرآن کا قرآن سے نسخ) جیسے سورت نور کی زنا والی آیت اسی سورت کی باندیوں کے نکاح والی آیت سے منسوخ ہے۔(۵۸)

۲۔ نسخ السنة بالسنة (سنت کا سنت سے نسخ)

جیسے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے اور ذخیرہ کرنے سے نھی والی حدیث، جواز والی حدیث سے منسوخ ہے۔(۵۹)

۳۔ نسخ النسة بالقرآن (سنت کا قرآن سے نسخ) جیسے تحویلِ قبلہ والی آیت ناسخ ہے۔

۴۔ نسخ القرآن بالسنة (قرآن کا سنت سے نسخ) جیسے وصیت کے لازم ہونے والی آیت کا حدیث سے منسوخ ہونا۔(۶۰)

معرفت النسخ

(نسخ کی پہچان کے طریقے)

ا۔ حضور ﷺ نے خود نسخ کی تصریح فرما دی ہو۔ جیسے زیارتِ قبور والی حدیث

ب۔ صحابیؓ کے قول کے ساتھ: جیسے انزال سے غسل واجب ہونے والی حدیث

ج۔ تاریخ کی معرفت کے ساتھ : جیسے روزے کی حالت میں سنگھی لگوانا۔

د۔ اجماع کی دلالت کے ساتھ : جیسے شربِ خمر پر عدمِ قتل کا حکم آنا۔(۶۱)

منسوخ کا حکم

نسخ معلوم ہو جانے کے بعد منسوخ قابل نہیں رہے گا۔(۶۲)

ترجیح لغوی معنی

ترجیح کا مادہ (ر، ج، ح) ہے معنی ہے بھاری کرنا، جھکانا، مائل کرنا، فضیلت دینا وغیرہ۔

لسان العرب میں ہے :

"رجحت ترجيحاً :اذا أعطتيه راجحا، أرجح الميزان، أى :أثقله حتى مال"(۶۳)

(ترجیح سے پلڑے کا بھاری کر دینا اور جھکا دینا ہے۔ ترازو کو اتنا بھاری کرنا کہ وہ نیچے کو جھک جائے۔)

حدیث میں ہے : زن وارجح تول اور پلڑا جھکا کے رکھو۔(۶۴)

ترجیح کی اصطلاحی تعریف

سیّد شریف جرجانی لکھتے ہیں:

"أثبات مرتبه فى أحد الدليلين على الآخر"(۶۵)

(دو متعارض احادیث میں سے ایک کا دوسری پر مرتبہ ثابت کرنا۔)

جمال الدین الاسنوی کہتے ہیں:

"تقوية اِحدى الأمارتين على الآخرى ليعمل بها"(۶۶)

(دو چیزوں میں سے ایک کو عمل کے لیے دوسری پر تقویت دینا۔)

شرائط ترجیح

ا۔ دونوں متعارض احادیث، زمان، مکان اور جہت کے لحاظ سے حکم میں متحد و متفق ہوں۔

ب۔ دونوں حدیثین ثبوت، اثبات اور حجت میں یکساں ہوں۔

ج۔ دونوں میں کسی صورت نسخ و جمع ممکن نہ ہو وگرنہ ترجیح نہ ہوگا۔(۶۷)

د۔ دونوں متعارض احادیث ظنی ہوں۔(۶۸)

وجوہ ترجیح

محدثین واصولیین نے اپنی اپنی کتب میں ترجیح کے بہت اسباب ذکر کیے ہیں تاہم ابھی مزید گنجائش ہے۔

علامہ حازمی نے پچاس سے زائد اسباب کا ذکر کیا ہے۔(۶۹)

حافظ عراقی نے ان کی تعداد ۱۱۰ تک پہنچائی ہے۔(۷۰)

حافظ ابن حجر نے ان کی تعداد تک پہنچائی ہے۔(۷۱)

آسانی کی خاطر علماء نے وجوہ ترجیح کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ اسباب ترجیح باعتبار سند

۲۔ اسباب ترجیح باعتبار متن

۳۔ اسباب ترجیح باعتبار خارجی دلائل

اب ان میں سے ہر ایک قدرے تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

اسباب ترجیح باعتبار سند

- ☆ متفق علیہ حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دینا۔
- ☆ متفق علیہ حدیث صرف مسلم کی حدیث سے راجح ہوگی بشرطیکہ اس پر حفاظ الحدیث نے تنقید نہ کی ہو۔
- ☆ جس حدیث کے راوی صحیح بخاری میں سے ہوں اس کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔
- ☆ جس حدیث کو اصح الاسانید کا درجہ حاصل ہو۔
- ☆ جس حدیث کے رواۃ کی تعداد زیادہ ہو۔
- ☆ جس حدیث کے راوی بنسبت زیادہ حفظ وضبط والے ہوں۔
- ☆ زیادہ حفظ کی صلاحیت رکھنے والی حدیث کا مدمقابل عدد کثیر نہیں ہوسکتا، اگرچہ عدد کثیر میں سے ہر ایک انفرادی طور پر حفظ میں اس سے کم تر ہو۔
- ☆ مخالفت کی صورت سے کم تر ہو۔
- ☆ مخالفت کی صورت میں فیصلہ حفاظ، ثقات راویوں کے حق میں ہوگا۔
- ☆ حدیث صراحت بالسماع والی ہو۔
- ☆ حدیث قدیم السماع ہو وغیرہ۔(۷۲)

اسباب ترجیح باعتبار متن

- ☆ حکم صریح کو غیر صریح پر محمول کرنے سے۔
- ☆ مفسّر کو مجمل پر۔
- ☆ حقیقت شرعیہ کو حقیقت لغویہ پر۔
- ☆ نہی کو اباحت وامر پر۔
- ☆ نص کو مستنبط پر
- ☆ حدیث فعلی کو تقریری پر
- ☆ منطوق کو مفہوم پر محمول کر کے وغیرہ۔

☆ مثبت کو نافی پر۔

اسباب ترجیح باعتبار خارجی دلائل

☆ اصل کو غالب پر ترجیح حاصل ہوگی۔
☆ خلفائے راشدین کے عمل والی حدیث کو غیر پر۔
☆ اجماع کو مختلف فیہ حدیث پر۔
☆ کثرت دلائل والی حدیث کو غیر پر۔
☆ موافق اصول کو مخالف اصول پر
☆ ظاہر قرآن والی حدیث کو غیر پر۔

امثلہ

۱۔صحیح مسلم کی حدیث ہے:

"عن ميمونة بنت الحارث أن رسول اللهﷺ تزوجها وهو حلال"(۷۴)

(حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے ان سے غیر احرام کی حالت میں نکاح کیا۔)

اس کے مقابل ابنِ عباسؓ کی روایت ہے:

"أن النبیﷺ نكح ميمونة وهو محرم"(۷۵)

(بے شک نبیﷺ نے حضرت میمونہ سے حالت احرام میں نکاح کیا۔)

ابنِ عباسؓ کی حدیث کے کئی محامل ہو سکتے ہیں جبکہ سیدہ میمونہؓ خود صاحب قصہ ہیں۔ نیز اس کی مؤید ایک حدیث بھی ہے:

"المحرم لاينكح ولا ينكح ولا يخطب"(۷۶)

(محرم شخص کا نہ نکاح کیا جائے اور نہ وہ خود نکاح کرے اور نہ ہی نکاح کا پیغام بھیجے۔)

۲۔حضرت ابن عمرؓ سے مروی حضورﷺ کے کعبہ میں داخل ہونے کے متعلّق حدیث ہے:

"فسألت بلالا أين صلى؟ قال :بين العمودين المقدمين"(۷۷)

(میں نے بلالؓ سے پوچھا کہ حضورﷺ نے کہا نماز پڑھی تو انہوں نے کہا کہ آپﷺ نے پہلے دوستونوں کے درمیان (نماز پڑھی))

اس کے مقابل ابنِ عباسؓ کی حدیث ہے:

"دخل النبی الكعبة وفيها ست سوارفقام عند سارية فدعا ولم يصل"(۷۸)

(نبیﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس میں ایک جگہ کھڑے ہو کر دُعا مانگی اور نماز نہیں پڑھی۔)

حدیث اوّل اثبات والی ہے لہٰذا راجح ہوگی۔ نیز حدیث اوّل کے راوی خود کعبہ میں داخل

ہوئے تھے جب کہ حدیث ثانی کے راوی نہیں۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

"من أصبح وهو جنب فليفطر "(٧٩)

(جو شخص حالت جنابت میں صبح کرے تو روزہ نہ رکھے۔)

اس کے معارض سیدہ عائشہؓ وام سلمہؓ سے مروی حدیث ہے:

"كان يصبح جنباً ثم يصوم من جماع غير احتلام، ثم يصوم رمضان"(٨٠)

(حضور ﷺ حالت جنابت میں صبح کرتے تھے پھر روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔)

حدیث ثانی میں ایک راوی کی زیادتی ہے اور حضور ﷺ کے عمل کو آپ ﷺ کے عمل کو آپ ﷺ کی ازواج مطہّرات بنسبت غیر کے زیادہ جانتی ہیں۔

وجوہ ترجیح میں قیاس کا استعمال

بسا اوقات امام طحاوی متعارض احادیث میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دینے میں قیاس کی طرف مجبور ہو جاتے ہیں جس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ حدیث کی اسانید صحت وضعف میں اس قدر برابر ہوں کہ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مشکل ہو جائے۔

۲۔ ایسی روایت جو کئی تاویلات کے احتمال سے باعث اختلاف ہو اور اہل علم میں سے ایک جماعت نے اس کی ہر تاویل بیان کی ہو۔(٨١)

جرح وتعدیل میں امام طحاوی کا منہج واسلوب

امام طحاوی فن جرح وتعدیل کے اکابر علماء میں سے گردانے جاتے ہیں۔ ان کا شمار اصولِ حدیث میں حافظ، ناقد، ثقہ، ثابت وغیرہ کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ علماء حدیث نے انہیں اُحد الأعلام، شیخ الاسلام، اور امام عصرہ کے القابات سے ذکر کیا ہے۔ امام طحاوی مشکل الآثار میں رواۃ پر جرح وتعدیل کے ضمن میں بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیتے، مبہم کی تفسیر کرتے، تدلیس کا بیان کرتے اور علل وغوامض حدیث کی وضاحت کرتے نظر آتے ہیں۔ جس کے بعد متناقض ومتعارض احادیث کے مختلف محامل ذکر کر کے آثار میں توافق پیدا کرنے اور تضاد رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ذیل میں امام طحاوی کے رواۃ پر کلام کرنے اور روایات میں ترجیح دینے کے حوالے سے چند امثلہ درج ہیں:

۱۔ **باب بيان مشكل ماروى عن رسول الله ﷺ من قوله: اِنّ للقبر لضغطة، لو نجا منها أحد، نجا سعد بن معاذ رضى الله عنه** کے تحت امام طحاوی اپنی سند کے ساتھ حدیث

بیان کرتے ہیں:

"حدثنا اِبراھیم بن مرزوق، حدثنا وھب بن جریر، حدثنا شعبة عن سعد بن اِبراھیم، عن نافع عن أمّ المؤمنین، أنّ رسول اللّٰہ ﷺ قال :اِنّ للقبر لضغطة، لو کان أحد ناجیا منھا، نجا منھا سعد بن معاذ"(۸۲)

(ہمیں ابراہیم بن مرزوق نے حدیث بیان کی ان کو وہب بن جریر نے ان کو شعبہ نے ان کو سعد بن ابراہیم نے ان کو نافع نے اُم المؤمنین کے حوالے سے حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اگر کوئی شخص قبر کے جھٹکے سے بچنے والا ہوتا تو وہ سعد بن معاذ ہوتے۔)

اس کے معارض حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی حدیث ہے:

"ماحدثنا ابن مرزوق، حدثنا أبو عامر العقدی، حدثنا ھشام بن سعد، حدثنا سعید بن أبی ھلال، عن ربیعة بن سیف، عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص، قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: مامن مسلم یموت فی یوم الجمعة، أولیلة الجمعة اِلّا بریء من فتنة القبر"(۸۳)

(ہمیں حدیث بیان کی ابن مرزوق نے انہیں ابوعامر عاقدی نے ان کو ہشام بن سعد نے ان کو سعید بن ابی ہلال نے ان کو ربیعہ بن سیف نے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو جائے تو وہ قبر کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔)

ان احادیث کا تعارض رفع کرنے کے لیے امام طحاوی راوی پر جرح کر کے حدیث ثانی کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ربیعہ بن سیف پر کلام کرتے ہوئے امام طحاوی کہتے ہیں:

"ھذا حدیث منقطع وربیعه بن سیف لم یلق عبداللّٰہ بن عمرو واِنّما کان یحدث عن أبی عبدالرحمان الحبلی عنه"(۸۴)

(یہ حدیث منقطع ہے۔ کیونکہ ربیعہ بن سیف عبداللہ بن عمرو سے نہیں ملے وہ تو ابوعبدالرحمان حبلی سے حدیث بیان کیا کرتے تھے۔)

اس جرح کے بعد امام طحاوی مذکورہ حدیث کی سند ابوعبدالرحمان ودیگر کے طرق سے لے کر آتے ہیں۔

مشکل الآثار کے تفردات

۱۔ امام طحاوی مشکل الآثار میں تطبیق کی جملہ صورتوں کو بیان کرتے ہیں اور یہ کتاب اکثر مسائل کو جامع ہے۔

۲۔ مشکل الآثار میں مشکل الحدیث کی بنسبت مواد کی زیادتی ہے۔

۳۔ امام طحاوی معنی متعیّنہ کو بیان کرنے میں بلیغ کوشش کرتے ہیں۔

۴۔ تعارض کا ازالہ ایک محدث اور فقیہ کی طرح کرتے ہیں۔

۵۔ متعلّقہ حدیث میں سند اور متن دونوں طرح نقد وجرح کرتے ہیں۔
۶۔ سندحدیث کے طرق اور الفاظ میں تفنّن پایا جاتا ہے۔(۸۵)
۷۔ امام طحاوی بعض اوقات روایت کو مختصر بیان کرتے ہیں مگر متعلّقہ موضوع کے بیان میں کہیں مکمّل کر دیتے ہیں تا کہ اصل موضوع سے توجہ نہ ہٹے۔ مؤلف حاوی اس حوالے سے رقمطراز ہیں:
"من قصرفی جمیع الروایات واکتفی بخبر یعدہ صحیحا لایکون فی العلم حقه"(۸۶)
(جو شخص صرف مرویات اور اخبار پر اکتفا کرے تو وہ اسے صحیح گردانے گا تاہم علم (حدیث) کے حق میں یہ (اختصار) درست نہیں۔)
۸۔ امام طحاوی کی دوسرے لوگوں سے احادیث جن سے آیات کی تفسیر، غریب کی شرح، قرات کے بیان یا کسی رائے کو کسی صحابی یا تابعی کی طرف منسوب کرنے میں حجت پکڑی جاتی ہے، نقل کرنے میں امانت اور وضاحت تعریف ہے۔ کیونکہ وہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی سند متّصل سے خوب واضح کر دیتے ہیں۔(۸۷)
۹۔ امام طحاوی مشکل الآثار میں اپنے حنفی فقہاء یا آئمہ کی آراء مسائل میں شامل نہیں کرتے بخلاف شرح معانی الآثار کے کہ اس میں وہ اپنی رائے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔
۱۰۔ امام طحاوی حدیث وفقہ، روایت ودرایت میں وسیع علم اور عظیم ثقاہت رکھنے کے باوجود عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور ہر باب کے آخر میں کہتے ہیں واللّٰہ نسئل التوفیق (ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق کا سوال کرتے ہیں) اور کبھی یہ کلمات استعمال کرتے ہیں واللّٰہ أعلم بحقیقته الأمر فی ذالک غیر أن ھذا مابلغه فھمنا منه(۸۸) (اور اللہ تعالیٰ اس معاملے میں خوب جانتا ہے باوجود اس کے کہ جو اس نے اس مسئلے کا ہمیں فہم عطا کیا) یا اس جیسے دیگر کلمات استعمال کرتے ہیں ان کی عاجزی کو ظاہر کرتے ہیں۔

مشکل الحدیث کے مشتملات وتراجم ابواب

☆ ابن فورک کی کتاب مشکل الحدیث کے نام بارے محدثین کا اختلاف ہے بعض اسے مشکل آثار بعض مشکل الحدیث وبیانہ اور بعض التاویلات کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔
☆ ابنِ فورک کی اس کتاب کی تصنیف سے غرض فرق باطلہ کی تردید ہے۔
☆ مؤلف اس کتاب میں صرف وہی احادیث لاتے ہیں جن کے معنی ومفہوم میں کوئی اشکال ہو، اور ان کا تعلّق عقائد یا صفاتِ الٰہیہ سے ہو۔
☆ مؤلف اپنے مسلک کی تائید کے لیے تاویل، ادب، فلسفہ، منطق اور لغت وغیرہ کا سہارا لیتے ہیں۔
☆ مشکل الحدیث کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے!

ا۔ پہلے حصے میں مسلک اشعریہ کے مطابق احادیث پر اشکالات کا جواب دیتے ہیں۔
ب۔ دوسرے حصے میں ابنِ خزیمہ کی کتاب التوحید کا رد فرماتے ہیں۔
ت۔ تیسرے حصے میں احمد بن اسحاق الصبغی کی کتاب الأسماء والصفات کا رد ہے۔
ث۔ ابن فورک نے احادیث کی توضیح اشاعرہ کے نقطہ نظر سے کی ہے۔
ب۔ محدثانہ انداز بیان اپنانے کی بجائے متکلّمانہ طرز اسلوب بیان کیا گیا ہے۔
ت۔ انہوں نے اپنی کتاب میں احادیث پر ان کی قوت وضعف یا سند ومتن کے لحاظ سے جرح ونقد پر بہت کم توجہ دی ہے۔
ث۔ انہوں نے کسی عنوان کے تحت پہلے حدیث ذکر کی ہے، پھر الفاظ حدیث کی تفسیر کی ہے اور اس تفسیر وتوضیح میں ادبی نصوص سے بھی مدد لی ہے۔
ج۔ ابن فورک نے اپنی کتاب میں جن فرقوں کا رد کیا ہے ان کی حد بندی بھی کی ہے۔ اگرچہ انہوں نے ابن قتیبہ کی طرح ان کے متعلّق تفصیلی طور پر کلام نہیں کیا۔
ح۔ انہوں نے اپنی کتاب میں باطل فرقوں کے رد میں ابنِ قتیبہ کی طرح مجادلانہ اور مناظرانہ انداز اختیار کیا ہے۔(۸۹)

مشکل احادیث کی تاویل میں ابنِ فورک کا منہج واسلوب

ابن فورک مشکل احادیث کی تاویل میں اکثر علمِ بیان کا سہارا لیتے ہیں وہ کسی بھی مشکل کلمہ کو پہلے لغوی اعتبار سے زیرِ بحث لاتے ہیں اور لغت عرب کا سہارا لے کر مطلوبہ معنی بیان کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ عربی اقوال، اَشعار، آیات، احادیث اور آثار وغیرہ بطور استشہاد لے کر آتے ہیں بسا اوقات ابنِ فورک مطلوبہ معنی کے حصول میں منطق کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اگر اس تاویل پر کوئی اعتراض واشکال وارد ہو تو اس کا بھی جواب دیتے ہیں۔ بعض اوقات ابن فورک احادیث کی سند پر بھی جرح کرتے ہیں اور حدیث کی صحت وضعف کو بیان کرتے ہیں۔ ذیل میں مشکل احادیث کی تاویل کرنے کے حوالے سے ابن فورک کے منہج کی چند اُمثلہ درج ہیں۔

مشکل احادیث کی تاویل کی اُمثلہ

۱۔ ''باب خبر مما يوهم التشبيه وتأويله''(۹۰) کے تحت حضرت ابو رافعؓ کی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث لے کر آتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''يقول الله تبارک وتعالیٰ يوم القيامة يا ابن آدم مرضت فلم تعدنی فيقول أی رب وكيف أعودک وأنت رب العالمين؟ فيقول أما علمت أن عبدی فلاناً مرض فلم تعده؟ أما علمت أنه لوعدته لوجدنی عنده؟ يا ابن آدم استطعمتک

فلم تطعمنی؟ قال: رب و کیف أطعمک وأنت رب العالمین؟ قال أما علمت أنه استطعمک عبدی فلان فلم تطعمه؟ أما علمت لو أطعمته لوجدت ذالک عندی؟ یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی؟ قالﷺیارب کیف أستسقیتک وأنت رب العالمین؟ قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقه؟ أماعلمت لوجدت ذالک عندی؟"(۹۱)

(اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے بندے میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی؟ تو بندہ عرض کرے گا اے مولا تو، تو پروردگار ہے میں تمہیں کیسے کھانا کھلاتا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو یہ بات نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا؟ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار تو، تو خود پروردگار ہے میں تمہیں پانی کیسے پلاسکتا ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے اسے پانی نہیں پلایا؟ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا؟)

ابنِ فورک فرماتے ہیں کہ لفظ مرضت کی تفسیر خود اللہ کے نبیﷺ نے بیان کی ہے اور اس کا معنی بیان کیا ہے اس سے مراد اس کے دوست کا بیمار ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مرض کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا اپنے دوست کی عزت اور مرتبے بلندی کی بناء پر ہے اور یہ طریقہ (اپنے دوست کی بات کو اپنی بات کہنا) خطاب میں عام ہے اور یہاں یہ ہے کی آقا خبر تو اپنے بارے دے رہا ہے لیکن وہ تعظیم کی بنا اس سے اپنا بندہ مراد لے رہا ہے اور اپنے بندے کے اپنی بارگاہ میں مرتبہ و مقام کا اظہار اس انداز سے کر رہا ہے گویا کہ وہ اپنی خبر دے رہا ہو۔ اس تاویل پر استشہاد کے طور پر ابن فورک قرآن سے مختلف آیات لے کر آتے ہیں۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ"(۹۲)

(بے شک جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ سے جنگ کرتے ہیں۔)

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ"(۹۳)

(بے شک جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ کو تکلیف دیتے ہیں۔)

"اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْ کُم"(۹۴)

(اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔)

(ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنا ذکر کر کے اپنے بندوں کو مراد لیا ہے۔)

اسی طرح مختلف آیات اور احادیث اس کی مثالیں بیان ہوئی ہیں اسی کی مثل یہ آیت ہے:

"فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُم"(۹۵)

(جب انہوں نے ہم کو خفا کیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔)

اس کے بعد ابنِ فورک جملہ **أما انک لو عدته لوجدتنی عنده** کا معنی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس (مریض، بھوکے، پیاسے) کے پاس پانے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت، فضل اور ثواب ہے یہ اسی طرح ہے کہ ایک چیز کا ذکر کیا جائے اور اس سے مراد کوئی اور لیا جائے اس پر ابن فورک مزید أمثلہ قرآن سے دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ"(۹۶)

(اور ان بستی والوں سے پوچھئے۔)

ایسے ہی فرمان خداوندی ہے:

"وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْل"(۹۷)

(اور ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبّت ڈال دی گئی۔)

اور: "وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَه"(۹۸)

(اور اس نے اللہ کو اپنے پاس پایا۔)

یعنی اس نے اپنے حساب کو پایا ان سب مثالوں میں اللہ تعالیٰ نے ایک فعل کو ذکر کر اپنی طرف منسوب کیا ہے اس کی دیگر أمثلہ کلام عرب میں ملتی ہیں اسی طرح کی ایک مثال نبی ﷺ کے فرمان سے ملتی ہے:

"هذا جبل يحبنا و نحبه"(۹۹)

(یہ پہاڑ ہم سے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔)

اس سے مراد اس کے اطراف میں رہنے والے اور مقیم لوگ ہیں۔ پس اس مذکورہ حدیث سے یہی مراد ہے اور ان تمام جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لینا اس لیے صحیح نہیں کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا محدود اور متناہی ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے کیونکہ یہ حدوث کو مستلزم ہے وغیرہ۔

مشکل الحدیث کے تفردات

۱۔ ابن فورک کی کتاب کا مرکزی موضوع مشکل الحدیث ہے وہ مختلف الحدیث سے تعرض نہیں کرتے بلکہ صرف وہی احادیث لاتے ہیں جن کا معنی و مفہوم سمجھنے میں کوئی اشکال پیش آرہا ہوتا ہے یا ظاہر میں وہ قرآن، اجماع، قیاس وغیرہ سے متعارض دکھائی دیتی ہیں۔ ابنِ فورک فقہی احکام والی احادیث بالکل ذکر نہیں کرتے۔ ان کی کتاب میں صرف وہ احادیث ہیں جن کا تعلّق عقائد یا صفاتِ الٰہیہ سے ہے۔

۲۔ امام ابنِ قتیبہ نے جو کچھ تاویل مختلف الحدیث میں لکھا ہے، ابنِ فورک اس سے متأثر ہوئے ہیں۔ تاویل مختلف الحدیث میں جو احادیثِ تشبیہ وارد ہوئی ہیں انہیں ابنِ فورک نے اپنی کتاب میں ذکر کر دیا ہے اور جو کچھ ابنِ قتیبہ نے ان کے بارے میں کہا ہے۔ اسے بھی ابنِ فورک نے نقل کر دیا ہے۔

۳۔ مسائل کو پیش کرنے میں ابن فورک کا منہج کچھ یوں ہے کہ وہ کوئی مسئلہ اس عنوان سے بیان کرتے ہیں۔''**ذکر خبر مما یقتضی التاویل ویوھم ظاھرہ التشبیہ** پھر اصل مسئلہ بیان کرتے ہیں اور''**بیان تاویل ذلک**'' کا عنوان قائم کر کے اس مسئلہ میں آنے والی احادیث کا مفہوم واضح کرتے ہیں اور ان کے اشکال کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جواب میں اشعری مسلک کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ احادیث کے ظاہر معنی سے ہٹ کر تاویلات کی طرف جاتے ہیں۔

۴۔ ابنِ فورک جہاں کئی صفات کی تاویل کرتے ہیں وہاں کچھ صفات کا ظاہری معنی کیا عتبار سے اثبات بھی کرتے ہیں۔ اَسماء وصفات کی تاویل کرنے میں کبھی کبھی غلو کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔

۵۔ اپنے مؤقف کی حمایت کے لیے عربی لغت اور اشعار سے بھی استشہاد کرتے ہیں۔ اگر اس حدیث کا کوئی مفہوم پہلے بیان ہو چکا ہو جو ان کے مؤقف ومسلک سے مطابقت نہیں رکھتا تو اس کا شدید رد کرتے ہیں۔

۶۔ بڑی طویل اور فلسفیانہ بحثیں کر کے منطق اور لغت کا سہارا لے کر اُن احادیث کا ایسا مفہوم بیان کرتے ہیں جو اشاعرہ کی موقف کی حمایت کرتا ہے۔

۷۔ احادیث پر وارد اشکالات دور کرنے میں وہ اقتباسات کا استعمال بہت کم کرتے ہیں۔ البتہ محمد بن شجاع الثلجی (۳۲۲ھ) کی آراء اکثر نقل کرتے ہیں۔ کبھی کبھی بات کو مختصر کرتے ہوئے یوں بھی کہتے ہیں:''**وأدلة ھذاالباب وشرح وجوھه مماقد ذکر فی الکتب ولیس ھذا موضع ذکرھا**'' اس باب کے دلائل اور اس کی شرح کتب میں مذکور ہے یہاں پر ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۸۔ بسا اوقات وہ احادیث کے اشکالات کو دور کرنے کے لیے ان کا سبب بھی بیان کرتے ہیں۔

۹۔ مشکل الحدیث وبیانہ کو تین حصوں پر مشتمل ہے :

۱۔ پہلے حصے میں ایسی احادیث کا بیان کا ہے جو ظاہری طور پر تشبیہ کا معنی دیتی ہیں اور اشعری مکتب فکر کے انداز پر اُن کا معنی ومفہوم واضح کیا گیا ہے۔

۲۔ کتاب کا دوسرا حصہ ابنِ خزیمۃ کی کتاب التوحید کے رد میں ہے جس کا آغاز ابنِ فورک نے اپنے قول''**فصل فیما ذکرہ ابنِ خزیمة فی کتاب التوحید**'' سے کیا ہے۔

۳۔ کتاب کے تیسرے حصے میں انہوں نے اُبوبکر اُحمد بن اِسحاق الصبغی (۳۴۲ھ) کی کتاب ''**الأسماء والصفات**'' پر رد کیا۔

۱۰۔ محدثانہ انداز بیان اپنانے کی بجائے متکلّمانہ طرز اسلوب بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث

☆ فن مختلف الحدیث علوم حدیث میں سے ایک اہم علم شمار ہوتا ہے جس میں حضور ﷺ سے مروی ایسی

احادیث میں تطبیق دی جاتی ہے جو باہم متعارض ہوں اور ان کے تعارض کو مختلف طریقوں سے دور کیا جائے۔

☆ دو مقبول احادیث میں بظاہر کوئی تعارض نہیں ہوتا، کیونکہ وہ وحی الٰہی ہے البتہ تعارض محض عالم، مجتہد یا محدث کی نظر میں ہوتا ہے۔

☆ دونوں متعارض احادیث میں جمع یا تطبیق یا نسخ یا ترجیح ممکن ہو۔

☆ علمائے لغت وعلمائے اصول کی تعریفات باہم ملتی جلتی ہیں۔

☆ مشکل الحدیث میں محدثین کے ہاں احادیث کے معانی شرعی قواعد کے خلاف یا عقلاً محال ہوتے ہیں۔

☆ مصنّفین کے مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث بارے اتفاق واتحاد میں دو گروہ ہیں۔

۱۔ جو مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث کو ایک ہی قسم گردانتے ہیں۔ ان میں ابو محمد بن قتیبہ الدینوری، ابوجعفر الطحاوی، ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب، ڈاکٹر صبحی الصالح اور محمد ابوزھو شامل ہیں۔

۲۔ وہ علماء جو مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث کو علیحدہ علیحدہ قرار دیتے ہیں۔ ان میں محمد ادریس شافعی، مقتدمین میں سے شامل ہیں۔ جبکہ متاخرین میں سے اُحمد محمد محمد السماحی اور ڈاکٹر عبدالمجید محمود شامل ہیں۔

☆ فنِ مختلف الحدیث اُصول وضوابط وضع کیے بغیر عملی طور پر عہدِ رسالت، عہد صحابہ وعہد تابعین میں رائج تھا۔

☆ تیسری صدی ہجری میں اس فن پر باقاعدہ کتب تصنیف ہوئیں۔

☆ امام طحاوی (۳۲۱ھ)، امام شافعی (۲۰۴ھ)، ابنِ قتیبہ (۲۷۶ھ)، ابنِ فورک (۴۰۶ھ) وغیرہ ہم کو اس فن کے بانیاں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔

☆ اختلاف الحدیث، تأویل مختلف الحدیث، مشکل الآثار، شرح معانی الأخبار اور مشکل الحدیث وبیانہ کو اس فن میں مصادر کی حیثیت حاصل ہے۔

☆ امام طحاوی ہر باب میں دو متعارض احادیث لاتے ہیں اور ان کے باہمی تعارض کو زائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ امام طحاوی تعارض کے ازالے کے لیے اوّلاً سند حدیث اور الفاظ حدیث پر بحث کرتے ہیں پھر تعارض رفع کرنے کے لے جمع بین الحدیثین پر زور دیتے ہیں اگر جمع ممکن نہ ہو تو ناسخ ومسنوخ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اگر ناسخ ومنسوخ بھی ثابت نہ ہو تو وجوہ ترجیح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

☆ مشکل الآثار کی ابواب بندی کسی خاص طرز پر نہیں کی گئی ہے۔

☆ ابواب کے عنوانات کے قیام میں حدیث کے الفاظ، فقہی مسائل اور ان کے جوابات وغیرہ کے ذکر سے کام لیا گیا ہے۔

☆ لغت میں جمع متفرق چیزوں کے اکٹھا کرنے کو کہتے ہیں۔

☆ اصطلاح میں دو متعارض احادیث کو اس طرح اکٹھا کرنا کہ تعارض باقی نہ رہے جمع کہلاتا ہے۔
☆ جمع بین الحدیثین کی سات شرائط ہیں۔
☆ تطبیق بین الحدیثین کے ضمن میں جمع سب سے مقدم ہے۔
☆ جمع بین المحدیثین کی مندرجہ ذیل چھ صورتیں ہیں:

۱۔ لفظ کے مدلول کے اختلاف کے بیان سے ۲۔ حال کے اختلاف کے بیان سے
۳۔ محل کے اختلاف کے بیان سے ۴۔ امر و نہی میں اختلاف کو بیان کرنے سے
۵۔ عام اور خاص کلمہ کے اختلاف کو بیان کرنے سے۔

اس کی مزید چار صورتیں ہیں:

ا۔ دو عام کلموں والی حدیثوں کو جمع کرنا۔
ب۔ دو خاص حکموں والی حدیثوں کو جمع کرنا۔
ت۔ عموم و خصوص مطلق والی حدیثوں میں جمع۔
ث۔ عموم و خصوص من وجہ والی حدیثوں میں جمع۔
ج۔ حکم مطلق اور حکم مقیّد کو بیان کرنے کے ساتھ جمع۔

☆ لغوی اعتبار سے نسخ مٹانے، نقل کرنے، بدلنے اور لکھنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
☆ شرعی اصطلاح میں کسی حکم شرعی اول کو حکم شرعی ثانی سے بدلنا نسخ کہلاتا ہے۔
☆ نسخ کی چار شرائط ہیں۔
☆ نسخ کے مندرجہ ذیل چار طریقے ہیں:

۱۔ قرآن کا قرآن سے نسخ ۲۔ سنت کا سنت سے نسخ
۳۔ سنت کا قرآن سے نسخ ۴۔ قرآن کا سنت سے نسخ

☆ نسخ پہنچاننے کے مندرجہ ذیل چار طریقے ہیں:

۱۔ حضور ﷺ کی تصریح سے ۲۔ صحابیؓ کے قول سے
۳۔ تاریخ کی معرفت سے ۴۔ اجماع کی دلالت سے

☆ نسخ معلوم ہونے پر صرف ناسخ پر ہی عمل ہوگا۔
☆ ترجیح کا لغوی معنی جھکانا، مائل کرنا اور فضیلت دینا ہے۔
☆ اصطلاح میں دو متعارض احادیث میں سے ایک کو دوسری پر بلند مرتبہ ثابت کرنا ترجیح کہلاتا ہے۔
☆ ترجیح کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ دونوں متعارض احادیث، زمان، مکان اور جہت کے لحاظ سے حکم میں متحد و متفق ہوں۔
۲۔ ثبوت، اثبات اور حجت میں یکساں ہوں۔

۳۔ دونوں میں کسی صورت نسخ وجمع ممکن نہ ہو گر نہ ترجیح نہ ہو سکا۔

۴۔ دونوں متعارض احادیث ظنی ہوں۔

☆ وجوہ ترجیح کی تعداد بارے علماء کا اختلاف ہے علامہ حازی نے پچاس، ابنِ حجر نے چوالیس اور حافظ عراقی نے ایک سو دس تک بیان کیں ہیں۔

☆ وجوہ ترجیح کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

۱۔ وجوہ ترجیح باعتبار سند ۲۔ وجوہ ترجیح باعتبار متن

۳۔ وجوہ ترجیح باعتبار خارجی دلائل

☆ امام طحاوی بسا اوقات ترجیح میں قیاس کا بھی سہارا لیتے ہیں۔

☆ ابنِ فورک کی کتاب مشکل الحدیث کے نام بارے محدثین کا اختلاف ہے، بعض اسے مشکل آثار بعض مشکل الحدیث وبیانہ اور بعض التاویلات کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

☆ مشکل الحدیث میں صرف مشکل احادیث پر بحث کی گئی ہے۔

☆ مشکل الحدیث میں مطلوبہ معنی بیان کرنے کے لیے عربی نثر اور اشعار سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆ مشکل الحدیث فقہی اختلاف سے پاک ہے۔

☆ علم مختلف الحدیث کے موضوع پر لکھی جانے والی انوکھی اور منفرد کتاب ہے۔

☆ اس کتاب میں احادیث پر وارد ہونے والے اشکالات کا متکلّمانہ انداز سے رد کیا گیا ہے۔

☆ مؤلف کتاب نے مشکل الآثار کی ابواب بندی کسی خاص ترتیب پر نہیں کی ہے۔

☆ ابن فورک کی اس کتاب کی تصنیف سے غرض فرق باطلہ کی تردید ہے۔

☆ مؤلف اس کتاب میں صرف وہی احادیث لاتے ہیں جن کے معنی ومفہوم میں کوئی اشکال ہو، اور ان کا تعلّق عقائد یا صفات الٰہیہ سے ہو۔

☆ مؤلف اپنے مسلک کو تائید کے لیے تاویل، ادب، فلسفہ، منطق اور لغت وغیرہ کا سہارا لیتے ہیں۔

☆ مشکل الحدیث کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلے حصے میں مسلک اشعریہ کے مطابق احادیث پر اشکالات کا جواب دیتے ہیں دوسرے حصے میں ابن خزیمہ کی کتاب التوحید کا رد فرماتے ہیں اور تیسرے حصے میں احمد بن اسحاق الصبغی کی کتاب الأسماء والصفات کا رد ہے۔

☆ ابنِ فورک نے کسی عنوان کے تحت پہلے حدیث ذکر کی ہے، پھر الفاظ حدیث کی تفسیر کی ہے اور اس تفسیر وتوضیح میں ادبی نصوص سے بھی مدد لی ہے۔

☆ ابنِ فورک نے اپنی کتاب میں جن فرقوں کا رد کیا ہے ان کی حد بندی بھی کی ہے۔ اگر چہ انہوں نے ابنِ قتیبہ کی طرح ان کے متعلّق تفصیلی طور پر کلام نہیں کیا۔

حوالہ جات

۱۔ النجم: ۴۰: ۳

۲۔ النساء: ۴: ۸۰

۳۔ الرسالۃ المستطرفۃ، علامہ محمد بن جعفر الکتانی، (۱۳۴۵)، مکتبہ اَصح المطالع، پاکستان: ۲

۴۔ تدوین حدیث تعارف از سید سلیمان ندوی، سید مناظر اَحسن گیلانی، مکتبہ العلم، لاہور، ص: ۵۱

۵۔ الفصل فی الملل والأھواء والنحل، حافظ ابو محمد علی بن احمد بن سعید ابن حزم، دار الکتب العلمیہ، بیروت: ۲/۸۲

۶۔ تیسیر مصطلح الحدیث، ڈاکٹر محمود اَحمد طحان، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ص: ۵۷

۷۔ جامع بیان العلم، تصحیح عبدالرحمٰن محمد عثمان، المکتبۃ السّلفیہ مدینہ منورہ (۱۳۸۸ھ): ۳/۲۵۳۔ ۵۹

۸۔ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث، محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (۹۰۲ھ) مکتبہ القاہرہ، ط: اولیٰ (۱۳۹۷ھ): ۳/۸۱

۹۔ مختلف الحدیث بین الفقہاء والمحدثین، ڈاکٹر نافذ حسین حماد، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، المنصورہ، ط: اولیٰ (۲۰۰۸)، ص: ۱۳۰۔

۱۰۔ لسان العرب، محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی (۷۱۱ھ)، دارِ صادر، بیروت ط: اولیٰ (۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء): ۹/۹۱

۱۱۔ تاج العروس من جواہر القاموس، محمد بن محمد بن محمد مرتضیٰ الزبیدی (۱۲۰ھ)، صادر، بیروت (۱۹۶۶ء): ۲/۱۰۲

۱۲۔ الصحیح المسلم، ابو عبداللہ مسلم بن حجاج نیشاپوری (۲۶۱ھ) دار احیاء الکتب العربیہ، ط: اَولیٰ، رقم الحدیث: ۴۳۲۔ سنن داؤد، ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۷۴ھ)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۴ھ، رقم الحدیث ۶۶۴: ، جامع ترمذی، محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ ترمذی دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ، رقم الحدیث: ۲۲۸

۱۳۔ الوسیط فی علوم مصطلح الحدیث، محمد بن محمد ابو شھبہ، دار الفکر العربی، بیروت (۱۹۸۷ء)، ص: ۴۴۱۔ الأعلام، خیر الدین الزرکلی، دار العلم للملایین، بیروت ۳/۳۹۵، معجم المؤلفین، لعمر رضا کحالۃ، دار الحیاء التراث: ۱۱/۴۷

۱۴۔ شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اَھل الأثر، احمد بن حجر عسقلانی (۸۰۲ھ)، مکتبہ الغزالی، دمشق، ص: ۲۰۔ ۲۱

۱۵۔ الوسیط فی علوم الحدیث: ۱۴۴

۱۶۔ تدریب الراوی شرح تقریب النواوی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی (۹۱۱ھ)، دار النشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، ص: ۹۱۱

۱۷۔ الکفایہ فی علوم الروایۃ، اَبو بکر احمد بن علی البغدادی (۴۶۳ھ)، دار الکتب الحدیثیہ: ۱۹۷۲، ص ۲۰۲۔ ۲۰۷

۱۸۔ نفس المرجع السابق

۱۹۔ مختلف الحدیث بین المحدثین والأصولیین الفقہاء، اُسامہ بن عبداللہ الخیاط، دار الفضیلة، ریاض، ط: اُولی (۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱م)، ص: ۳۲، ۳۷

۲۰۔ لسان العرب: ۱۱/۳۵۶، ۳۵۷

۲۱۔ المعجم الوسیط: ۱/۳۹۳، ۳۹۴

۲۲۔ شرح المنار، عزالدین عبداللطیف بن عبدالعزیز بن المالک (۸۰۱ھ) دار سعادات مطبعة عثمانیہ، مصر ۱۳۱۵ھ: ۳۴۹/۱، ۳۱۳۔ التقویر والتحبیر شرح التقویر محمد بن عبدالشکور (۱۱۱۹ھ)، دار العلوم الحدیثیہ، بیروت ۱۹۸۹ء: ۲/۲۱۔ التعریفات، سید شریف علی بن محمد جرجانی (۸۱۶ھ)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط: اولی ۱۴۰۳ھ، ص: ۲۱۸

۲۳۔ القاموس القویم فی اصطلاحات الاصولیین، ڈاکٹر محمود حامد، دار الحدیث قاہرہ (۱۹۹۲م) : ص: ۲۳۵۔

۲۴۔ مختلف الحدیث، بین المحدیثین والاصولیین الفقہاء، ص: ۳۳۔

۲۵۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)، دار الکتب العلمیہ، بیروت: ۲۰۵۴۔ صحیح مسلم: ۶۰۹۱۔ الموطا، امام مالک بن انس الاصبحی (۱۷۹ھ)، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرة ۱۳۷ام: ۵۶۳۔

۲۶۔ الکفایة: ۸۳

۲۷۔ اہتمام المحدثین بنقد الدیث سنداالحدیث ومتناً ڈاکٹر محمد لقمان سلفی، موسوعہ فوادبعبنو للتجلید، ریاض، ص: ۷۳

۲۸۔ التقیید والایضاح لما أطلق وأغلق من مقدمة ابن اصلاح، عبدالرحیم بن حسین العراقی (۸۵۲ھ)، دار الکتب العلمیہ، بیرت ۱۴۲۶ھ: ۱/۳۸

۲۹۔ الصحیح البخاری: ۵۳۴

۳۰۔ الصحیح البخاری: ۵۴۶

۳۱۔ کتاب المجروحین، محمد بن حبان بن احمد بن حبان ابوحاتم البستی (۳۵۴ھ)، دار الکتب العلمیہ، بیروت: ۱۴۱۲ھ: ۴۴۰

۳۲۔ اہتمام المحدثین بنقد الحدیث، ص: ۵۸۔۵۷

۳۳۔ الحاوی فی سیرة الطحاوی، زاہد الکوثری، ایچ۔ایم۔سعید کمپنی۔کراچی: ۳۴

۳۴۔ شرح مشکل الآثار، ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (۳۲۱ھ)، تحقیق شعیب الارنوط، مؤسسة الرسالة، بیروت: ۱/۲

۳۵۔ لسان العرب: ۱/۶۷۸

۳۶۔ التقریر والتحبیر ۲/۳۔ نھایة السول شرح منہاج الاصول لبیضاوی، عبدالرحیم اسنوی (۷۷۲ھ)، دار الکتاب العلمیہ، بیروت

۳۷۔ مختلف الحدیث بین الفقہاء والمحدثین، ص: ۴۵۔۱۴۲۔

۳۸۔ فتح الباری، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ الریاض ۳/۹۳، ۱۱/۸۱، ۱۱

۳۹۔ فتح الباری: ۲/۲۳،۳/۹۳،۴۵۱/ ۸،۴/۴۷۴/۴۰۱،۹/۴۱

۴۰۔ فتح الباری: ۳/۵۳۵،۳۵۴/۹

۴۱۔ سنن ابوداؤد: ۲۳۸۷

۴۲۔ شرح معانی الآثار، احمد بن محمد طحاوی (۱۲۳ھ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۳۴۶/۱

۴۳۔ الجرح والتعدیل، :ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (۳۲۷ھ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت : ۳/۲۶۳

۴۴۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ،المکتب الاسلامی ۱/۳۵۔۳۲، رقم ۲۱۹

۴۵۔ صحیح بخاری ۳۹۴۔ صحیح مسلم: ۱/۲۶۴

۴۶۔ صحیح بخاری: ۱۴۵۔ صحیح مسلم: ۱/۲۶۶

۴۷۔ سنن ابو داؤد: ۱۳۔ جامع ترمذی ۹/۱۔ سنن ابنِ ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی (۲۷۵ھ)، دارالفکر، بیروت: ۳۲۵۔ مسند احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)، المکتب الاسلامی، بیروت: ۳/۳۲۰

۴۸۔ فتح الباری: ۲۴۵/۱، شرح صحیح مسلم، محی الدین یحیٰ بن شرف النووی (۲۷۲ھ)، دارالقلم، بیروت ۳/۱۵۵۔۱۵۸۔ المجموع، محی الدین یحیٰ بن شرف النووی (۲۷۶ھ)، مکتب الارشاد، جدہ: ۲/۹۲، شرح معانی الآثار: ۴/۲۴۶

۴۹۔ القاموس المحیط ،ص ۱۴/۱۲۱

۵۰۔ لسان العرب: ۱۴/۱۲۱

۵۱۔ تاج العروس ۲/۶۸۲

۵۲۔ الحج: ۲۲۔۵۴

۵۳۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، محمود بن عمر زمخشری الخوارزمی (۵۳۸ھ)، دارالمعرفۃ، بیروت: ۳/۵۸

۵۴۔ الجاثیہ: ۴۵: ۲۹

۵۵۔ جامع البیان عن تاویل آی القرآن، محمد بن جریر طبری (۰ھ)، دارالمعارف، مصر: ۲۹/ ۲۵

۵۶۔ شرح نخبۃ الفکر، ابنِ حجر عسقلانی، ص ۵۸

۵۷۔ فتح الباری: ۱/۴۳۱، ۵۸۹

۵۸۔ الجامع لأحکام القرآن، محمد بن أحمد الانصاری القرطبی (۶۷۱ھ)، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب: ۲/۱۶۹

۵۹۔ صحیح مسلم: ۱۹۷۱، موطا: ۲/۴۸۴۔ سنن ابوداؤد: ۲۸۱۲۔ سنن نسائی ابوعبدالرحمان أحمد بن شعیب النسائی (۳۰۳ھ)، دارالمعرفۃ، بیروت: ۴۴۳۱

۶۰۔ بخاری: ۴۴۹۴، ۴۴۹۳، ۴۴۹۱، ۴۴۹۰، ۴۴۸۸، مسلم، ۱/۳۷۵

۶۱۔ علوم الحدیث ومصطلحہ، ڈاکٹر صبحی صالح، دارالعلم للملایین، بیروت: ۲۷۹

۶۲۔ فتح الباری: ۲/۱۷۰

۶۳۔ لسان العرب۲/۴۴۵۔القاموس المحیط: ۲۷۸

۶۴۔ سنن ابوداؤد: ۳۳۳۶

۶۵۔ التعریفات: ۵۵

۶۶۔ نھایۃ السوال: ۳/۱۷۸

۶۷۔ فتح الباری: ۱/۲۷۷،۴/۳۳۰

۶۸۔ مختلف الحدیث بین الفقہاء والمحدثین: ۲۲۳

۶۹۔ الاعتبار فی الناسخ المنسوخ من الآثار، ابوبکر بن موسیٰ الحازمی، مکتبہ عاطف، بیروت: ۲۳

۷۰۔ التقیید والایضاح: ۲۸۹

۷۱۔ شرح نخبۃ الفکر: ۵۹

۷۲۔ فتح الباری: ۱/۲۶۶،۲۷۶،۳۸،۲۸،۱۲۸،۳۶۶،۲/۳۶۲،۱۰۳،۲۵۹،۵۳۶،۲۲۰،۲۷۸،۶۲،۹/۱۰۲،
۳۲۷،۱۰/۹۶

۷۳۔ ایضاً

۷۴۔ شرح مشکل الاثار: ۱/۱۳

۷۵۔ صحیح مسلم: ۱۴۱۱

۷۶۔ صحیح بخاری: ۵۱۱۴

۷۷۔ صحیح مسلم: ۳۴۳۵

۷۸۔ صحیح بخاری: ۵۰۴

۷۹۔ صحیح مسلم: ۱۳۳۱

۸۰۔ الأحکام فی اصول الاحکام، آمدی، دار جیل، بیروت: ۴/۳۲۸

۸۱۔ سنن النسائی: ۳۰۱۲

۸۲۔ شرح مشکل الآثار: ۱/۱۳

۸۳۔ جامع ترمذی: ۱۰۷۴۔مسند احمد: ۲/۱۲۹۔مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی (۸۰۷ھ)، دارالکتب العربی، بیروت: ۲/۳۱۹

۸۴۔ مشکل الآثار، ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی (۳۲۱ھ)، دارصادر، بیروت: ۱/۱۰۸

۸۵۔ شرح مشکل الآثار: ۱/۱۰

۸۶۔ الحاوی، ص: ۲۱

۸۷۔ شرح مشکل الآثار: ۱/۱۳۔۱۴

۸۸۔ ایضاً

۸۹۔ ابن قتیبہ و کتابہ تاویل مختلف الحدیث، محدم الدسوقی، مجلّہ مرکز بحوث السنۃ والسیر ۃ: ۲۰۹، ۲۰۸

۹۰۔ مشکل الحدیث وبیانہ: ۱۵۰

۹۱۔ صحیح المسلم، رقم الحدیث: ۳۵۳/۲۹

۹۲۔ المجادلہ: ۵۸: ۲۰

۹۳۔ الاحزاب: ۳۳: ۵۷

۹۴۔ محمد: ۴۷: ۷

۹۵۔ الزخرف: ۴۳: ۵۵

۹۶۔ یوسف: ۱۲: ۸۲

۹۷۔ البقرۃ: ۲: ۹۳

۹۸۔ النور: ۳۹: ۲۴

۹۹۔ صحیح بخاری: ۴۲۵، جامع ترمذی: ۳۹۲۲